سوال

29) عورتوں کے سیاسی حقوق

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اسلام نے عورتوں کو تمام سیاسی حقوق مثلاً الیکشن لڑنے، ووٹ ڈالنے، پارلیمنٹ، اسمبلی یا کونسل کی ممبر بننے اوراس طرح کی دوسری سیاسی سرگرمیوں سے محروم کردیاہے۔کیااسلام کی نظر میں عورتوں کے لیے اس طرح کی سیاسی سرگرمیاں ناجائز ہیں؟ یا مردوں کی طرح انھیں بھی یہ حقوق حاصل ہیں؟ وہیے

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

م السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

وحلال اور جائز وناجائز کے سلسلے میں اسلامی شریعت کی دواُصولی باتیں ہمیشہ ذہن نشین رہنی چاہییں :

1۔ پہلی بات یہ کہ اصولی طور پر دنیا کی ہر چیز حلال ہے سوائے اس کے جس اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہو۔کسی حلال چیز کو حلال ثابت کرنے کے لیے دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔اس لیے کہ اُصولی طور پر تمام چیزیں حلال ہیں۔البتہ کسی چیز کو حرام ثابت کرنے کے لیے قرآ

2۔ دوسری بات یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی واضح اور صریح دلیل کے بغیر کسی بھی چیز کو حرام قرار نہیں دیا جاسکتا۔حرام وہی چیز ہے جسے اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہو اوراس کی صراحت قرآن وحدیث میں موجود ہو۔کسی بندے کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اپنی سمجھ اور دانش

اسلامی شریعت کے ان اصولوں کی روشنی میں آپ کے سوال کے سلسلے میں ہمیں دیکھنا ہوگا کہ کیا قرآن وحدیث میں کوئی ایسی واضح اور صریح دلیل موجود ہے، جو عورتوں کو سیاسی حقوق اور سرگرمیوں سے محروم کردے۔آپ پورے قرآن کو خوب سمجھ سمجھ کر پڑھ جائیے اور تمام صحیح حدیثوں کا تفصیلی مطا

ث کی تعلیمات پر غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح مردوں کو فرائض وواجبات ادا کرنے کا مکلف بنایا ہے، اسی طرح عورتیں بھی فرائض وواجبات ادا کرنے کی مکلف ہیں۔اس معاملے میں دونوں برابر ہیں۔چنانچہ مرد وا

ن بَعْضٍ

"تم دونوں ایک دوسرے کا حصہ اور شریک ہو"

ر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

اءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ"

ئیں مردوں کی شریک ہیں"

اور قرآن نے جہاں ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ﴾ (اے لوگو) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ (اے ایمان والو) کہہ کر مخاطب کیا ہے، وہاں مردوں کی طرح عورتیں بھی مخاطب ہیں۔اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔

اُن نے مردوں اور عورتوں کو بیک وقت یہ حکم دیا ہے کہ دونوں مل جل کر معاشرے کی اصلاح کریں۔برائیوں کو ختم کرنے کی کوشش کریں اور نیکیوں کو عام کریں۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَـٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَوٰةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَـٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ 71... سورة التوبة

ں ایک دوسرے کے (مددگار ومعاون اور) دوست ہیں، وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، نمازوں کو پابندی سے بجالاتے ہیں زکوٰة ادا کرتے ہیں، اللہ کی اوراس کے رسول کی بات مانتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم فرمائے گا بیشک اللہ غلبے والا حکمت والا ہے"

نعالیٰ نے منافق مرد اور منافق عورتوں کی صفت بیان کی ہے کہ منافق مرد کی طرح منافق عورتیں بھی مل جل کر معاشرے میں فساد اور برائیاں پھیلانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اس لیے مومن عورتوں کو بھی چاہیے کہ مومن عورتوں کے ساتھ مل کر معاشرے میں اصلاح اور بھلائی کے کام میں لگ جائیں۔

لریں گے تو معلوم ہوگا کہ بعض ایسے فرائض ہیں جو صرف عورتوں کے لیے خاص ہیں اور بعض ایسے ہیں جو صرف مردوں کے لیے خاص ہیں۔لیکن عورتوں کے ساتھ صرف وہی فرائض خاص ہیں۔جنھیں اپنی جسمانی ساخت کی وجہ سے صرف عورتوں ہی انجام دے سکتی ہیں مثلاً حیض ونفاس یا حمل اور ولاد

لال قرار دینے کے لیے قرآن وحدیث کی واضح اور صریح دلیل کے علاوہ ایک اور چیز کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ ہے زمانے کے حالات اور ماحول کی رعایت۔چنانچہ فقہاء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ زمانے کے بدلنے، حالات کے مختلف ہونے اور ماحول کے بدلنے سے فتوے بھی بدل جاتے ہیں۔ظاہر

ایک اور بات ذہن میں رکھنی چاہیے۔وہ یہ کہ دور حاضر کے سیکولر حضرات عورتوں کے مسائل میں خصوصی دلچسپی اور جوش وولولہ دکھانے گئے ہیں۔انھیں ذرا بھی عورتوں کی حق تلفی کا علم ہوتا ہے تو اپنے سارے ہتھیار لے کر میدان میں کود پڑتے ہیں اور حق تلفی کرنے والوں کے خلاف برسرِپیکار ہوجا

پ یقین کریں کہ قرآن اور صحیح حدیثوں میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو عورتوں کو سیاسی حقوق استعمال کرنے اور سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے سے روکتی ہو۔آج کا جو سیاسی سسٹم ہے اس میں عورتیں ووٹ دینے کا حق استعمال کرسکتی ہیں، پارلیمنٹ، اسمبلی اور شوریٰ کی ممبر بن سکتی ہیں [1] اور حکومت کو س

آئیے دیکھتے ہیں کہ ہمارے علماء عورتوں کو سیاسی حقوق سے محروم کرنے کے لیے کون سے دلائل پیش کرتے ہیں اور کیا واقعی یہ دلائل قابل قبول ہیں؟

1۔ :

فِي بُيُوتِكُنَّ

"اور اپنے گھروں ہی میں رہا کرو"

س آیت کی روشنی میں عورتوں کا بلاوجہ گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ عورتوں کو سیاسی حقوق سے محروم کرنے کے لیے یہ دلیل ناقابل قبول ہے اس لیے کہ :

ت)۔ سیاق وسباق سے واضح ہے کہ اس حکم کی مخاطب عام عورتیں نہیں بلکہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں۔ اسی سیاق وسباق کی ابتدا میں اللہ ان سے فرماتا ہے کہ :

ءَالنَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ

بی کی بیویو! تم کسی عام عورت کی طرح نہیں ہو''

ور ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو جو رتبہ و منزلت حاصل ہے اس کا لازمی تقاضا ہے کہ ان کا رہن سہن عام عورتوں کی طرح نہ ہو۔ اسی بنا پر انھیں حکم دیا گیا کہ ان کا زیادہ وقت گھروں میں گزرے۔

کم کے باوجود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنگ جمل کے موقع پر گھر سے باہر بلکہ مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے گئیں اور انھوں نے پوری فوج کی قیادت کی۔ معلوم ہوا کہ دینی واجبات کی ادائی کی خاطر گھر سے باہر نکلنا بھی ایک دینی فریضہ ہے۔

س حکم کے باوجود ایسا نہیں ہے کہ عورتیں گھر کے اندر مقید رہتی ہیں۔ علماء نے انھیں مختلف ضروریات کی تکمیل کے لیے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے۔ اور عورتیں ان ضروریات کی تکمیل کے لیے نکلتی ہیں۔ پھر آخر سیاسی واجبات کی ادائیگی کے لیے انھیں گھر سے نکلنے سے کیوں محروم کیا جا رہا ہے

ھر کے اندر ہی رہنا اور گھر سے باہر قدم نہ نکالنا تو ایک سزا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زنا کار عورت کے لیے تجویز کیا تھا۔ جیسا کہ ہم اس سے پہلے سورہ نساء کے حوالے سے عرض کر چکے ہیں۔ اگر ہم نے تمام عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت سے محروم کر دیا تو گویا ہم انہیں زنا کار عورت کی سزا دے رہے ہ

(ہ)۔ صورت حال یہ ہے کہ سیاسی میدان سے دین دار قسم کی عورتیں غائب ہو چکی ہیں اور ان کی جگہ وہ عورتیں اس میدان میں ہیں جنھیں اسلام اور مسلمانوں کی ترقی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ظاہر ہے اس قسم کی دنیادار عورتیں پارلیمنٹ میں جا کر اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے لیے کوئی کام نہیں کر سکتیں

2۔ بعض لوگ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ سیاسی سرگرمیوں میں مسلم عورتوں کی شرکت کی وجہ سے مختلف فتنے جنم لے سکتے ہیں۔ مثلاً بے پردگی، مردوں سے اختلاط اور کبھی مردوں کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا وغیرہ۔ چونکہ یہ چیزیں حرام ہیں اس لیے سیاسی سرگرمیاں بھی حرام ہیں۔

دلیل بھی کوئی ٹھوس دلیل نہیں ہے۔ یہ تو محض اندیشے اور حد درجہ احتیاط والی بات ہوئی اور تجربات نے ثابت کر دیا ہے کہ اندیشوں اور حد درجہ احتیاط کے چکر میں پڑ کر مسلم امت نے اپنا بڑا نقصان کیا ہے۔ اس طرح کے اندیشے فتنوں کو دبانے کے بجائے انھیں اُبھارتے ہیں۔

اگر ہم اپنی عورتوں کو ووٹ دینے کے حق سے محروم کر دیں گے تو مسلمانوں کا بہت سارا قیمتی ووٹ ضائع ہو جائے گا۔ جو اگر استعمال ہوتا تو شاید پارلیمنٹ میں کوئی اچھا مسلمان منتخب ہو کر جاتا اور مسلمانوں کے مسائل حل کرنے کی کوشش کرتا۔ اسی طرح اگر ہم اپنی عورتوں کو الیکشن لڑنے اور پارلیمنٹ کی

-Image

: 2

فلح قوم ولوا أمرهم امرأة"

'وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے عورت کو اپنا حکمراں بنایا۔''

، یہ خبر دی گئی ہے کہ عورت کو حکمران بنانے والی قوم ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس لیے عورتوں کو کسی قسم کا سیاسی منصب عطا کرنا جائز نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر "قوامیت" عطا کی ہے نہ کہ عورتوں کو مردوں پر۔ جیسا کہ اللہ فرماتا ہے :

لُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ...٣٤... سورة النساء

نگہبان ہیں عورتوں پر اس لیے اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے اور اس لیے کہ یہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں (یعنی نان و نفقہ کی ذمے داری مردوں پر ہے)''

عورتوں کو کسی قسم کا سیاسی منصب عطا کرنے کا مطلب ہے کہ انھیں مردوں پر قوامیت عطا ہو گئی اور یہ بات اللہ کے منشا کے خلاف ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ عورتوں کو سیاسی حقوق سے محروم کرنے کے لیے مذکورہ حدیث اور مذکورہ آیت کو بطور دلیل پیش کرنا سراسر غلط ہے۔ کیونکہ ان دونوں میں عورتوں کو سیاسی حقوق سے محروم کرنے کی کوئی بات نہیں کی گئی ہے۔

آیت میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کی جس قوامیت کا تذکرہ کیا ہے وہ محض خانگی زندگی تک محدود ہے۔ مرد صرف اپنی فیملی اور گھر کی حدود میں نگہبان کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک عورت گھر کی نگہبان نہیں ہو سکتی اور اس کی وجہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی کہ مرد ہی پر نان و نفقہ کی ذمے داری عائد ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ نان

یث جس میں یہ خبر دی گئی ہے کہ عورتوں کو حکمراں بنانے والی قوم کامیاب نہیں ہو سکتی تو اس میں جس چیز سے خبردار کیا گیا ہے۔ وہ ہے عورتوں کی "ولایت" ایسی حکمرانی جس میں حکمران تمام سیاہ و سپید کا مالک ہوتا ہے اور جسے ہم مطلق العنان حکمراں کہتے ہیں۔

یث کا سیاق وسباق یہ ہے کہ کسریٰ کی موت کے بعد اہل فارس نے اس کی بیٹی کو اپنا حکمران بنا لیا تھا۔ اہل فارس کے کسریٰ کس قسم کے مطلق العنان حکمراں ہوا کرتے تھے، سبھی جانتے ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قوم اس طرح کی مطلق العنانی عورتوں کو سونپے گی وہ کامیاب نہیں ہو

آپ غور کریں گے تو معلوم ہو گا کہ دور حاضر میں جب کہ جمہوریت کا دور دورہ ہے کوئی صدر یا وزیر اعظم یا کسی قسم کا سیاسی اہلکار نہ مطلق العنان ہوتا ہے اور نہ ہی ملک کا سیاہ و سپید اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ صدر ہو یا وزیر اعظم حکومت چلانے کے لیے یہ سب اپنے وزراء اور عوام سے باہمی مشورے کرتے

علمائے کرام اس حدیث کو صرف کسریٰ کی بیٹی کے ساتھ خاص مانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات صرف اہل فارس اور کسریٰ کی بیٹی کے سلسلے میں فرمائی ہے۔ یہ کوئی عمومی بات نہیں ہے کہ جب جب عورتیں حکمراں بنیں گی۔ تب تب قوم تباہ و برباد ہو گی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تاریخ میں بے ش

ن دلیلوں کے علاوہ کچھ عقلی دلیلیں بھی پیش کی جاتی ہیں مثلاً یہ کہ عورتوں کے اندر جذباتیت زیادہ ہوتی ہے اس لیے وہ کسی اہم سیاسی منصب کے لیے موزوں نہیں ہو سکتیں۔ عورتیں صرف انھی کاموں کے لیے موزوں ہیں جو عورتوں سے متعلق ہیں مثلاً بچے پیدا کرنا، ان کی پرورش کرنا اور امور خانہ داری سنبھا

آپ نے دیکھ لیا کہ عورتوں کو سیاسی سرگرمیوں سے روکنے کے لیے ایک بھی ایسی دلیل نہیں ہے جسے واضح اور دوٹوک کہا جا سکے۔ بلکہ یہ بات اسلام کی عمومی تعلیمات کے خلاف ہے کہ عورتوں کو سیاسی سرگرمیوں سے کلیتہً روک دیا جائے۔ بلکہ میں تو کہوں گا کہ عورتوں کی سیاسی سرگرمیوں کو ناجائز قرار د

میں کسی وزیر اعظم، وزیر، پارلیمانی ممبر یا کسی بھی منصب پر فائز شخص کی ذمے داریوں کا ایک بڑا حصہ یہ ہوتا ہے کہ حکومت کے کاموں کی نگرانی کی جائے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کام کیا جائے۔ معاشرے میں جرائم اور فسادات کی روک تھام کی جائے اور اربابِ حکومت کو حکومت چلانے کے لیے مفید مشور

وَمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ...٧١... سورة التوبة

من مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار اور رفیق ہیں۔ یہ سب مل کر بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور بُرائی سے روکتے ہیں۔''

اور خلفائے راشدین رضوان اللہ عنھم اجمعین کے عہد میں مردوں اور عورتوں دونوں نے مل کر یہ ذمے داریاں نبھائی ہیں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سیاسی مشورے کیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مشوروں پر عمل کیا اور اس کے اچھے نتائج

اِمرأة وأخطأ عمر (رضی اللہ عنہ)"

، صحیح کہا اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے غلطی ہو گئی''

اس طرح کی بے شمار مثالیں تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں۔

ب انفرادی طور پر عورت کو سیاسی مشورے دینے اور سیاسی محاسبہ کا حق حاصل ہے تو اجتماعی حالات میں اسے حق سے محروم کر دینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ عورت اگر باصلاحیت اور اس قابل ہے کہ معاشرہ میں لوگوں کی خیر خواہی کے لیے بہتر طریقہ سے اپنی ذمے داریاں نبھا سکتی ۔

سب سے زیادہ خطرناک اور افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ دین دار اور باصلاحیت خواتین کو ہم ہر قسم کے سیاسی اور غیر سیاسی منصب کو حاصل کرنے سے روک دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان مناصب پر غیر دین دار اور مغرب پرست عورتیں فائز ہو جاتی ہیں جن کے کام کرنے کا ڈھنگ بالکل غیر اسلامی ہو

---

[1] اس سلسلے میں ایران کی پارلیمنٹ ایک روشن خیال ہے ،جہاں عورتیں پردے میں رہتے ہوئے اور مکمل اسلامی آداب کا لحاظ کرتے ہوئے پارلیمنٹ کی ممبر بن ہوئی ہیں۔ اور ملک کی تعمیر وترقی میں اپنے حصہ کا کردار ادا کر رہی ہیں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی یوسف القرضاوی

عورت اور خاندان، جلد:2، صفحہ:182

محدث فتویٰ